آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا

عدیم المثال

فیضان

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم

کا

عدیم المثال

فیضان

تعاون :

اکرام اللہ چیمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آنحضرتؐ کا عدیم المثال فیضان

الحاج مولانا قاری محمدؒ طیب صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند کا شمار ان روشن خیال اور متین و فہیم علماء و فضلاء میں سے ہوتا ہے جنہوں نے عمر بھر مسند تعلیم و تدریس کو رونق بخشی اور آخر دم تک گلستان علم و حکمت کی آبیاری میں مصروف رہے

آپ کی یادگار تصانیف میں " تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام" کو ایک خاص مقام حاصل ہے ۔ علامہ نے اس مشہور کتاب میں دجال اکبر کی ہولناکیوں کا ذکر فرمایا ہے اور اس کو نیست و نابود کرنے کیلئے خالقِ ارض و سماء کی آسمانی و آفاقی سکیم

پر نہایت محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عدیم المثال فیضان کا نہایت اہم پہلو ہمارے سامنے آتا ہے۔

مولانا صاحب نے اس پہلو کو شاندار رنگ میں اجاگر کرتے ہوئے دنیا بھر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو دعوتِ فکر و عمل بھی دی ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

" اگر ہم دنیا کے سارے مسلم اور غیر مسلم افراد سے یہ امید رکھیں کہ وہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جامع اور خاتم سیرت کے مقامات کو سامنے رکھکر اس آخری دین کو اپنائیں اور اسکی قدر و عظمت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں تو یہ بے جا آرزو نہ ہوگی "

(خاتم النبیینؐ صہ۴۲، ناشر ادارہ عثمانیہ لاہور)

مولانا موصوف کی اس دلی خواہش کی تکمیل کیلیے کتاب " تعلیماتِ

اسلام اور مسیحی اقوام کا متعلقہ حصہ درج ذیل کیا جا رہا ہے۔

•۔ آنحضرتؐ تمام کمالاتِ نبوّت کا منبع فیض ہیں

" جسطرح غیبی جہانوں میں ملائکہ کا مقابلہ شیاطین سے ہے ملائکہ مخزنِ صلاح ہیں اور شیاطین مخزنِ فساد اسی طرح اس محسوس جہان میں انبیاء کا مقابلہ دجّالوں سے ہے۔ انبیاء مخزنِ خیر و کمالات ہیں اور دجال مخزن شر و فسادات۔ پھر جس طرح ملائکہ و شیاطین میں ایک ایک فرد خاتم ہے جس پر اس نوع کے تمام مراتب ختم ہو جاتے ہیں اور وہی اپنی نوع کیلئے مصدرِ فیض ہے ملائکہ کیلئے جبریل علیہ السلام جس سے کمالاتِ ملکیت ملائکہ کو تقسیم ہوتے ہیں اور شیاطین کیلئے ابلیس لعین جس سے تمام شیاطین کو فسادات شیطنت تقسیم ہوتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء و دجاجلہ

میں بھی ایک ایک فردِ خاتم ہے جو اپنے دائرہ میں مصدرِ فیض ہے انبیاء علیہم السلام میں وہ فردِ کامل اور خاتمِ مطلق جو تمام کمالاتِ نبوّت کا منبعِ فیض ہے اور جس کے ذریعہ سارے ہی طبقۂ انبیاء کو علوم و کمالات تقسیم ہوئے ہیں محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ادھر دجّالوں میں وہ فردِ واحد جو تمام تلبیسات و مکائد اور شرور و مفاسد کا مخزن ہے اور سارے ہی طبقۂ دجاجلہ کو جسکے باطن سے فیضِ دجل پہنچ رہا ہے "دجالِ اعظم" ہے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالاتِ بشریہ کے خاتم ہیں اور دجال تمام شرورِ بشریہ کا خاتم ہے۔ وہ دریائے روحانیت کے درِ شاہسوار ہیں اور یہ میدانِ مادیت کا پیکِ چالاک ... "

۰۔ دجّالِ اعظم کا اصل مقابلہ ذاتِ بابرکات نبویؐ سے ہے۔

" ..... اس عمومی تقابل اور نسبت تضاد کو سامنے رکھ کر نمایاں ہوتا ہے کہ دجّالِ اعظم کا اصل مقابلہ ذاتِ بابرکات نبویؐ سے ہے کہ آپؐ تمام قرونِ دنیا کے خاتمِ کمالات ہیں اور وہ خاتمِ فسادات آپؐ عبدیت مجسّم ہیں اور وہ رعونتِ مجسّم۔ آپ بلحوائے حدیث محمّد فرق بین النّاس فارقِ حق و باطل ہیں اور وہ تلبیس افزائے حق و باطل ہے۔ آپؐ مُہرِ نبوّت سے سرفراز ہیں وہ مُہرِ دجل و کفر سے ممتاز ہے۔ آپؐ بندگی محض کے مدعی ہیں۔ وہ خدائی محض کا مدعی ہے۔ اسلیے اگر خاتم النبیین کے دور ..... میں ہمہ گیر کمالات کا ظہور ایک امرِ طبعی تھا تو اُسی کے دور ..... میں

اِن کمالات کی اضداد اور ہمہ الواع فسادات کا شیوع بھی ایک امرِ طبعی تھا اور اس لیے خاتم الدجالین کو بھی جو خاتمِ فسادات ہے خاتم النبین ہی کے دَور .... میں خروج کرنا چاہیئے تھا۔ کہ اسکے عمیق دجل و فساد کا مقابلہ محض نبوت کی طاقت نہ کر سکتی تھی جبتک کہ اس کے ساتھ خاتمیت کی بے پناہ قوت نہ ہو۔ نیز خاتمِ کمالات کی پُوری پوری عظمت و شان اور روحانی قوت بھی اسوقت تک نہ کھل سکتی تھی جبتک کہ اسکے کمالات کی اضداد یعنی سارے ہی شرور و فسادات اپنے پورے کروفر کے ساتھ اپنی آخری شخصیت خاتم الدجالین کے ہاتھ پر ظاہر ہو کر بری طرح شکست نہ کھا جائیں

● دجال اعظم کا ظہور زمانہ نبوی میں کیوں نہ ہوا؟

" ... ہاں مگر مقابلہ کی اگر یہ صورت ہوتی کہ دجّالِ اعظم کو حضور

کے زمانہ خیر میں ظاہر کر کے شکست دلادی جاتی تو ظاہر ہے فتح و
شکست کا یہ مظاہرہ ناقص رہ جاتا کیونکہ نہ فساداتِ دجّال ہی
سب کے سب بتدریج نمایاں ہو سکتے اور نہ کمالاتِ نبوی ہی سب کے
سب کھل کر انہیں شکست دے سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ خیر کے ہر ہر پہلو
کی طاقت اور شر کے ہر ہر پہلو کی کمزوری کھلے بغیر ہی مقابلہ ختم
ہوجاتا اور دنیا آخرت کے کنارے جا لگتی۔ حالانکہ خاتمیت سے
مقصود تکمیل ہوتی ہے اور اسی لیے خاتم کو سب سے آخر میں لایا
جاتا ہے۔ مگر اس صورت میں کسی پہلو کی بھی تکمیل نہ ہوتی اور خاتموں کا
آنا عبث ہوجاتا۔ اسلیے دجّالِ اعظم کو بھی قیامت تک موقعہ دیا گیا کہ وہ
ہر ہر پہلو سے چھپ کر اور کھل کر فساد پھیلائے بواسطہ اور بلاواسطہ اپنی
دجّالیت سے دنیا میں تلبیس حق بالباطل کا جال پھیلائے تاکہ ایکدفعہ یہ

ساری شئون اپنی علمی چمک دمک کیساتھ ظاہر ہو جائیں اور اپنا فروغ دکھلاکر بے دینوں قلوب کو اپنی طرف مائل کر سکیں۔ ادھر ختم نبوت کی طاقت کو بھی قیامت تک باقی رکھ کر موقعہ دیا گیا کہ وہ اپنی مخفی طاقتوں سے دجالی کروفر کے پیچھے اڑاتی رہے۔ اگر یہ دجل و فساد علوم نبوی میں فتنۂ شبہات کی ظلمت پیدا کرے تو یہ حقانی طاقت نور یقین سے اسے شکست دے۔ اور اگر اعمال میں فتنۂ شہوات کھڑا کرے تو صبر و تحمل کے نبوی اخلاق سے اسے پسپا کر دے اگر تمدنی لائن میں فتنے برپا کرے تو سیاستِ نبوت آگے آکر انہیں ختم کر دے غرض جس رنگ میں بھی دجل و فساد ظاہر ہو اسی رنگ میں کمالاتِ نبوت اسکو دفع کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ فساد کی استعداد کامل ہو کر گویا دجالِ اعظم کے ظہور کا تقاضا کرنے لگے اور ادھر اصلاح و کمال کی قابلیت بھی اپنا دورہ مکمل کر کے اسکی کھلی

شکست کی طلبگار ہو جائے۔ تا آنکہ ختمِ نبوت اس خاتم الدجالین کو شکست دیکر ہمیشہ کیلئے دجل کا خاتمہ کر دے "

•۔ آنحضرتؐ کا مقابلہ دجال کیلئے قبر مبارک سے تشریف لانا شانِ اقدس کے منافی ہے

" پس جب خروجِ دجال زمانۂ نبوی میں مناسب نہ ٹھہرا بلکہ خاتمۂ دنیا پر مناسب ہوا تو پھر اب اس کے مقابلہ کی ایک صورت تو یہ تھی کہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کو خروجِ دجال کے وقت قبرِ مبارک سے تکلیف دی جاتی کہ آپ بنفسِ نفیس اسکے مفاسد کو مٹائیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ صورت شانِ اقدس سے فروتر تھی۔ اور آپؐ اس سے اعز و اکرم تھے کہ آپؐ پر دو موتیں طاری کی جائیں یا ایک دفعہ قبرِ مبارک سے نکال کر پھر دوبارہ قبر دکھلائی جائے

۔ آنحضرتؐ کو خروجِ دجال تک زندہ نہ رکھنے کی حکمت۔

" پھر ایک شکل یہ تھی کہ حضور کو خروج دجّال تک دنیا ہی میں مقیم رکھا جاتا لیکن اس صورت کا شانِ اقدس کیلئے نازیبا ہونا پہلی صورت سے بھی زیادہ واضح ہے کیونکہ اوّل تو اس صورت میں حضور کی بعثت کا آخری اور اصلی مقصد محض مدافعت دجّال ٹھہر جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرے دجّال کی اہمیت اسقدر بڑھ جاتی کہ گویا اسی کے خوف کی خاطر حضور کو دنیا میں صدیوں ٹھہرایا جارہا ہے نیز امت کے کمالات بھی اس صورت میں پردۂ اخفاء میں رہ جاتے کیونکہ آفتاب نبوّت کی موجودگی میں کس ستارہ کی مجال تھی کہ اپنا نور نمایاں کرسکے۔ اسطرح تمام طبقات امت کے جوہر چھپے رہ جاتے۔ اور گویا علماءُ

امتی کا انبیاءِ بنی اسرائیل کا ظہور ہی نہ ہوسکتا۔ اور اس سب کے علاوہ یہ صورت خود اصل موضوع ہی کے خلاف پڑتی۔ یعنی دجال کا خروج ہی ناممکن ہوجاتا جس کے لیے مدافعت کی یہ صورتیں درکار تھیں۔ کیونکہ دجّال اور اسکے مفاسد کا زور پکڑنا تو حضور ہی کے زمانہ سے بُعد ہوجانے کے سبب سے ہو سکتا تھا۔ اور جبکہ آپ خود ہی قیامت تک دنیا میں تشریف رکھتے تو اسکے یہ معنی تھے کہ عالم میں کوئی فتنہ ہی نہ پھیلتا کہ قلوب میں شر کی استعداد بڑھے اور خروجِ دجّال کی نوبت آئے۔ پس اس صورت میں خروجِ دجّال ہی ممکن نہیں رہتا چہ جائیکہ اسکی مدافعت کی کوئی صورت فرض کی جائے۔ بہرحال اس صورت میں نہ اُمت کے کمالات کھلتے نہ ختمِ نبوّت کی بے پناہ طاقت واضح ہوتی جس سے یہ واضح ہوسکتا کہ ذاتِ بابرکاتِ خاتمِ مطلق کی سب سے اکمل روحانیت اور بے انتہا مکمل انسانیت جسطرح اگلوں کو فیضِ روحانیت پہنچا رہی تھی اسی طرح وہ

پچھلوں میں تکمیل کمالات کا کام کر رہی ہے۔ اور وہ ان محدود روحانیتوں کی مانند نہیں ہے جو دنیا میں آئیں اور گزر گئیں اور امتوں میں انکا کوئی نقش قدم باقی نہ رہا۔"

امت میں حضرت خاتم النبیین کے عکسِ کامل کی ضرورت

" لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیین سے ہے مگر اس مقابلہ کیلئے نہ حضور کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانا مناسب نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایانِ شان نہ زمانہ نبوی میں مقابلہ ختم کرا دیا جانا مصلحت اور ادہر اس ختم دجالیت کے استیصال کیلئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی۔ عام مجددین اور اربابِ ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس عہدہ برآنہ ہوسکتے تھے جبتک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اسوقت تک موثر نہ تھی جبتک کہ اسکے

ساتھ ختم نبوت کا پاور شامل نہ ہو تو پھر شکستِ دجالیت کی صورت بجز اسکے اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس دجالِ اعظم کو نیست و نابود کرنے کیلئے امت میں ایسا خاتم المجددین آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کیے ہوئے ہو اور ساتھ ہی خاتم النبیین سے ایسی مناسبتِ تامہ رکھتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہٖ خاتم النبیین کا مقابلہ ہو۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی روحانیت کا انجذاب اُسی مجدد کا قلب کر سکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو محض مرتبۂ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجۂ نبوت کی بھی برداشت کر سکے چہ جائیکہ ختم نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکے۔ نہیں بلکہ اس انعکاس کیلئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو تاکہ خاتمِ مطلق کے کمالات کا عکس اسمیں اتر سکے۔ اور ساتھ ہی اس خاتمِ مطلق کی ختم نبوت

میں فرق بھی نہ آئے ۔

(تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام ص۲۲۳ تا ۲۲۹ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۳۵۶ھ)

آنحضرت کی شانِ "نبوت بخشی"

مولانا طیب صاحب آنحضرت کی شانِ خاتمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید تحریر کرتے ہیں :

" حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے ۔ کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہوگیا .... آپ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالات ہونے کی امتیازی شان آغازِ بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی " (آفتاب نبوت ص۱۰۹-۱۱۱ ناشر ادارہ عثمانیہ ۳۲ پرانی انارکلی لاہور)

والسلام

دوست محمد شاھد ۔

(مطبوعہ اخبار لاہور)